ماہنامہ آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل
ماہنامہ
حجاب
کراچی
Naeyufaq.com
عیدالاضحیٰ
مبارک

جلد	04
شمارہ	10
اگست	2019

info@naeyufaq.com

naeyufaq.com

اس شمارے میں

پبلشر مشتاق احمد قریشی پرنٹر جمیل حسن مطبوعہ ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی
دفتر کا پتا: 81 ٹیپو سپر بیرکس، ہاکی کلب آف پاکستان، اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

سرورق: صائمہ انصار...... آرائش: روز بیوٹی پارلر...... عکاسی: موسیٰ رضا

مستقل سلسلے

خط وکتابت کا پتہ: "آنچل" پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی 74200' فون: 021-35620771/2

موبائل نمبر: 03008264242 یکے از مطبوعات نئے اُفق پبلی کیشنز۔ ای میل Info@naeyufaq.com

editorhijab@naeyufaq.com
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اگست ۲۰۱۹ء کا شمارہ آپ کے ذوق مطالعہ کی نذر ہے۔

تمام اہل وطن کو جشن آزادی اور عیدالاضحیٰ کی ڈھیروں مبارک باد

جب یہ سطور آپ کی نظروں سے گزریں گی تو یقیناً عیدالاضحیٰ کی آمد آمد ہوگی۔ اگر چہ اب بھی عید قرباں کی رونق ہر گلی، محلے میں نظر آ رہی ہے۔

درحقیقت قربانی کے اصل معنی اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ امت مسلمہ کے لیے اس سنت کی پیروی کو اہم قرار دے دیا گیا۔ آج ہم سب اس سنت کی پیروی کرتے تو نظر آتے ہیں لیکن قربانی کے اصل مفہوم سے نا آشنا ہی رہے۔ ظاہری شان وشوکت اور سبقت و برتری کی دوڑ میں جانوروں کی خریداری کا عمل ایک دکھاوا اور نمائش بن کر رہ گیا ہے۔

یہی حال قربانی کے گوشت کی تقسیم میں بھی نظر آتا ہے۔ جہاں ہم غریبوں اور ناداروں کو بھول کر صرف اپنے حصے کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ قربانی کی اصل روح اور حقیقت کو سمجھا جائے۔ کیونکہ اللہ تو صرف دلوں کا تقویٰ ہی دیکھتا ہے۔ ویسے تو اس مرتبہ عید قربان اور یوم آزادی ساتھ ساتھ آئی ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنے ان بزرگوں کی قربانیوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جنہوں نے حصول پاکستان کے لیے عظیم قربانیاں دیں اور یہی درحقیقت قربانی کا اصل مفہوم بھی ہے کہ اپنا گھر بار، مال و دولت، عزت وناموس سب کچھ اللہ کے نام پر قربان کر دیا جائے۔

آخر میں سب قارئین اور مصنفین سے التماس ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں قیصر آنی کو بھی یاد رکھیں۔ رب العالمین انہیں جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اس ماہ کے ستارے۔

ڈاکٹر تنویر انور خان، نزہت جبین ضیاء، نازیہ جمال، حمیرا علی، سمیرا غزل صدیقی، کرن نعمان، ماہین جاوید، سمیہ عثمان۔

دعا گو

سعیدہ نثار

حمد

ابتدا کرتا ہوں تیرے نام سے رب جلیل
بڑھ کے تیری ذات سے کوئی نہیں میرا خلیل
بخش دیتا ہے جسے چاہے، تو عزت اے خدا
جس کو چاہے کر کے رکھ دیتا ہے دنیا میں ذلیل
تیرے قبضے میں ہے دستور عدالت کا نظام
درحقیقت تو ہی منصف اور ہے تو ہی وکیل
چاند تاروں میں چھلکتا ہے تیرا نور تمام
بہہ رہے ہیں تیرے زورِ حکم سے دجلہ و نیل
ہے زمین و آسمان پر تیری قدرت جلوہ گر
بندہ محتاج بیاں ہے اور کیا لائے دلیل
آسمانوں کی بلندی تیری عظمت کا نشاں
اور ہمالہ بھی تری تخلیق کے آگے قلیل
کوئی پیمانہ ثناء خوانی کا ہوجائے عطا
آ گیا ہے بے ہنر تیرے درِ حق پر جمیل

جمیل احمد جمیل

نعت

میں تو خود ان کے در کا گدا ہوں، اپنے آقا کو میں نذر کیا دوں
اب تو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں ہے، ورنہ قدموں میں ان کے بچھا دوں
میری جھولی میں کچھ بھی نہیں ہے میرا سرمایہ ہے تو یہی ہے
اپنی آنکھوں کی چاندی بہادوں اپنے ماتھے کا سونا لٹادوں
میرے آنسو بہت قیمتی ہیں، ان سے وابستہ ہیں ان کی یادیں
ان کی منزل ہے خاکِ مدینہ، یہ گہر یوں ہی کیسے لٹادوں
میں فقط آپؐ کو جانتا ہوں اور اس در کو پہچانتا ہوں
اس اندھیرے میں کس کو پکاروں آپؐ فرمائیں کس کو صدا دوں؟
مجھ کو اقبال نسبت ہے ان سے جن کا ہر لفظ جانِ سخن ہے
میں جہاں نعت اپنی سنادوں، ساری محفل کو جگادوں

پروفیسر اقبال اعظم

آنگن کی چڑیا

رابعہ احمد بھٹی

ا:۔کیا آپ کے گھر میں صنفی امتیاز برتا جاتا ہے، اگر ہاں تو کیا آپ اس پر احتجاج کرتی ہیں؟

ج:۔ ہمارے گھر کا ماحول بہت اچھا ہے' ہمارے گھر میں بیٹا ہو یا بیٹی سب سے بہت پیار کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ میرے امی ابو دونوں ہی بہت زیادہ لونگ اور کیئرنگ ہیں ہم دو ہی بہنیں ہیں اور دونوں نے ہی بہت زیادہ پیار پایا ہے۔

۲:۔ اکثر گھرانوں میں لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے اس ضمن میں آپ کا کیا تجربہ ہے؟

ج:۔ جی بالکل ٹھیک کہا آپ نے اکثر گھرانے آج بھی ایسے ہیں جہاں جہالت ابھی ختم نہیں ہوئی لیکن ہمارے ہاں وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں سو اس میں بے چارے والدین کا کیا قصور۔

۳:۔ آپ کے نزدیک علم حاصل کرنے کا کیا مقصد ہے؟ شخصیت کو سنوارنا، اچھے گھرانے میں شادی یا اچھی ملازمت کا حصول؟

جہاں تک شادی کی بات ہے تو وہ تو ہر لڑکی کا اولین خواب ہے لیکن تعلیم انسان کی ہر جگہ رہنمائی کرتی ہے۔ برے بھلے کی تمیز سکھاتی ہے۔ زندگی میں ایسا کوئی موڑ آ بھی جاتا ہے جب انسان کو ملازمت کرنا پڑ جاتی ہے سو اگر وہ تعلیم یافتہ ہوا تو وہ اپنا فرض با آسانی پورا کرے گا۔

۴:۔ کیا آپ خواتین کے ملازمت کرنے کے حق میں ہیں؟

ج:۔ جی بالکل میں خواتین کے ملازمت کرنے کے حق میں ہوں ہاں البتہ چھوٹی موٹی نہیں کوئی اچھی والی جاب (ہاہاہاہا)۔

۵:۔ آپ کے نزدیک روشن خیال اور لبرل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ج:۔ اس سوال کا جواب طیبہ خاور سلطان پہلے ہی دے چکی ہیں میرا بھی یہی جواب ہے۔

۶:۔ آپ اپنی مذہبی و ثقافتی اقدار سے آگاہ ہیں، ان کی پیروی کرتی ہیں؟

ج:۔ جی بالکل، عورت چاہے ماں ہو، بہن، بیوی ہو یا پھر بیٹی وہ اپنے سے منسلک ہر رشتے سے جوڑ دی جاتی ہے اور وہ اپنا ہر کام فرض سمجھ کر کرتی ہے۔ مذہبی و ثقافتی اقدار کی پیروی تو ہر حال میں لازم ہے۔

۷:۔ آپ کا کیا خیال ہے لڑکیوں کو اپنے خواب پورے کرنے کا موقع ملنا چاہیے؟

ج:۔ جی بالکل لڑکیوں کو بھی اپنے خواب پورے کرنے کا موقع ملنا چاہیے لڑکیاں تو صرف خواب بنتی ہیں چونکہ رئیل لائف میں تو بہت مشکل حالات ہوتے ہیں، ہاں البتہ وہ خواب پورے کرنے کے لیے اپنی حدود بالکل بھی کراس نہ کریں۔

۸:۔ زندگی گزارنے کے لیے آپ نے کیا اہداف مقرر کیے ہیں؟

ج:۔ میری تو ابھی اسٹڈی چل رہی ہے سب سے پہلے تو مجھے اپنے کیریئر کی طرف توجہ دینی ہے سو بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔

حصار

ڈاکٹر تنویر انور خان

ابھی تک میں اسی سوچ میں ہوں کیا سوچوں
میں اس حصار سے نکلوں تو اور کچھ سوچوں

عبدل جب کمرے میں داخل ہوا تو ٹرالی میں کھانا ویسے ہی رکھا تھا۔ اس نے دیکھا شاہ جی کھڑکی کے پاس کھڑے تھے اور سگار انگلیوں میں دبا ہوا تھا۔ عبدل نے دھیرے سے اپنا ہاتھ شاہ جی کے کاندھے پر رکھا۔

''شاہ جی! آپ نے کھانا نہیں کھایا...... اور خالی پیٹ سگار پھونک رہے ہیں۔''

''عبدل بالکل بھوک نہیں ہے...... تم یہ ٹرالی لے جاؤ اور مجھے چائے لادو بسکٹ کے ساتھ۔''

''شاہ جی! ایسے کام کیسے چلے گا..... آپ ایک ہفتہ سے آفس بھی نہیں گئے۔''

''جاؤں گا...... میں اس یاد کو بھلا نہیں پارہا جو رحیمہ بوا کے ساتھ تھی۔''

''شاہ جی میری طرح وہ بھی صرف ایک نوکرانی تھیں ایک نوکرانی کے لیے اتنا دکھ اور غم؟''

''عبدل تمہیں میرے پاس کام کرتے ہوئے دس سال ہوئے ہیں اور وہ میرے ساتھ اس وقت سے تھیں جب میں چار سال کا تھا...... وہ میرے لیے ایک ماں کا درجہ رکھتی تھیں۔''

''صاحب جی پھر تو یقیناً وہ آپ کے پاس پچاس سال سے ہوں گی۔''

''ہاں...... یہ بڑی لمبی کہانی ہے ابھی تم جاؤ اور مجھے جلدی سے چائے لادو۔''

''بس شاہ جی ابھی گیا اور آیا...... بجلی کی کیتلی چائے جلدی بنادیتی ہے۔''

''ہاں یہ تو ہے۔''

❁......○......❁

شاہ زمان ایک بزنس مین تھے۔ امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتے تھے۔ انہوں نے بزنس ایڈمنسٹریشن اور فائنانس میں ایم بی اے اور پی ایچ ڈی کررکھی تھی اور یہ کاروبار انہیں اپنے بابا بشیر زمان سے ورثہ میں ملا تھا۔

وہ پانچ بہن بھائی تھے۔ دونوں بہنیں بڑی تھیں اور جوان ہوتے ہی ان کی شادی ہوگئی تھی رابعہ زمان بڑی بہن اور ثوبیہ زمان چھوٹی بہن...... وہ دونوں شادی ہوکر امریکا چلی گئی تھیں۔ زین و عبدالسمیع زمان اور شاہ زمان سے سات' آٹھ سال بڑے تھے شاہ زمان بچپن سے اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتے تھے۔ وہ خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ وہ خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے کہ عبدل چائے لے آیا تھا۔

''شاہ جی چائے۔''

''ہاں عبدل بنادو۔''

''شاہ جی آفس سے بار بار فون آرہا ہے آپ کا موبائل آف ہے۔''

''ہاں میں نے سائلینٹ کیا ہوا ہے۔''

''سن لیں صاحب' آفس میں سارے لوگ پریشان ہیں آپ کے دستخط کی بہت سی فائلوں پر ضرورت ہے۔''

''عبدل تم ٹھیک کہتے ہو' ان شاء اللہ کل سے آفس جاؤں گا۔''

❁......○......❁

دوسری صبح وہ آفس پہنچے تو آفس کے لوگ خاصے خوش ہوئے۔ ان کا پی اے بولا۔

''سر آپ کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

''اب ٹھیک ہوں عاطف بیٹا۔''

''سر...... آپ کو بہت سی فائلوں پر دستخط کرنا ہیں۔''

''لے آؤ میں دیکھ لیتا ہوں۔''

''زین بھیا اور عبدالسمیع بھیا کے بھی فون برابر آرہے ہیں کہ سامان جلدی بھیجو...... آپ شاید فون نہیں اٹھا رہے تھے وہ مجھے فون کرتے رہے ہیں۔''

یہ لوگ

نازیہ جمال

''تم کل اسکول ضرور آؤ' میم ناصرہ سخت ناراض ہورہی ہیں' کہا دونیہ کا حساب کلرک سے کلیئر کرواتی ہوں۔'' وہ اپنی کولیگ شہلا کا میسج پڑھ کر سخت پریشان ہوگئی تھی۔ میم ناصرہ واقعی ایک بااصول اور سخت گیر پرنسپل تھیں۔ جو کہتیں، بلا جھجک اس پر عمل کرتی تھیں۔ ان کے انہی سخت اصولوں کے باعث ان کا اسکول محض ایک دہائی کے قلیل عرصے میں شہر میں ایک نمایاں مقام حاصل کرچکا تھا۔ اساتذہ کی لحہ بھر کی کوتاہی یا غلطی ان کے نزدیک قابل معافی نہیں ہوتی تھی۔ دونیہ بھی ماشاء اللہ سے ایک محنتی، قابل اور انتھک کام کرنے والی لڑکی تھی...... بلاوجہ کی چھٹیاں کرنا، کام سے غفلت یا محنت سے جی چرانا...... ان تمام باتوں سے مکمل نابلند تھا مگر اس ہفتے تواتر سے اس نے چار چھٹیاں ایک ساتھ لے لی تھیں۔ دو کی منظوری ملی اور دو اس نے اپنی مرضی سے کرلیں۔ وجہ بہت ٹھوس اور مضبوط تھی۔

کھڑکی کے قریب بیڈ پہ پڑا نحیف ونزار نسوانی وجود...... رباب اکبر...... دونیہ کی امی، جنہوں نے اپنے خاوند کی جوان مرگ وفات کے بعد کمال ہمت اور استقامت سے حوادث زمانہ کے تھپیڑوں کا سامنا کیا تھا۔ کوئی لگ بھگ پانچ سال قبل بلڈ کینسر کے موذی مرض نے زندگی کی ساری رعنائیوں کو ان کی رگ رگ سے نچوڑ لیا تھا۔ بن باپ کی دونیہ کے لیے ماں کی دردناک بیماری ایک اندوہ ناک صدمے سے کم نہ تھی۔ محض بائیس سال کی عمر اس نے گھر اور باہر دونوں کی ذمہ داریاں بے حد حوصلے سے سنبھال لی تھیں۔ رباب اکبر کی بیماری پہ کثیر رقم علاج کی مد میں خرچ ہورہی تھی۔ مرحوم اکبر امین نے گھر، مین مارکیٹ میں چار دکانیں چھوڑ رکھی تھیں، جن کا ہر ماہ بلا ناغہ کرایہ آجاتا تھا مگر علاج کا خرچ بڑھتا ہی جارہا تھا۔ دونیہ جو بروقت بیمار ماں کی پٹی سے لگی ہر وقت خدمت بجالاتی تھی۔ ایم سی کا رزلٹ آتے ہی اس نے شہر کے اچھی شہرت کے حامل ایک نیم سرکاری اسکول میں جاب شروع کردی۔ رباب اکبر نے ایک کل وقتی ملازمہ کا انتظام کرلیا تھا، جسے وہ ہر ماہ ایک معقول تنخواہ دیا کرتی تھی۔

پچھلے کئی دنوں سے رباب کی حالت بہت خراب تھی۔ تھراپی کے باوجود بھی کوئی خاطر خواہ بہتری نظر نہیں آرہی تھی۔ دونیہ کو تو اپنی دنیا ہی اندھیر ہوتی نظر آرہی تھی، اس کی کل کائنات ماں اسے خود سے دور جاتی نظر آرہی تھی، گویا لحہ لحہ زندگی کا احساس خود اس کے اپنے وجود سے مٹتا جارہا تھا۔ ایسے میں اسکول تو کیا دنیا کی ہر چیز اس کے ذہن سے محو ہوچکی تھی سوائے ماں کی ذات کے مگر اب جو شہلا کا میسج دیکھا تو لحہ بھر کو خود کو حقیقت کے سنگلاخ دشت میں پایا، یہ نوکری اس کے لیے بے حد ضروری تھی۔ ماہانہ سیلری سے ملنے والے پیسوں سے گھر کی درجنوں ضروریات باآسانی پوری ہوجاتی تھیں' میسج کو کئی بار خالی الذہنی کی حالت میں دیکھنے کے بعد اس نے کل اسکول جانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

رقیہ کو رباب کے پاس ہمہ وقت موجود رہنے کی سخت تاکید کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ وہ لحہ بہ لحہ

دل کو کس کا ملال تھا

نادیہ احمد

﴿گزشتہ قسط کا خلاصہ﴾

عائشہ اپنی ماں اور چھوٹے بھائی نعمان کے ساتھ محلے کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہتی ہے۔ مالی وسائل محدود اور مسائل پہاڑ جیسے۔ دونوں ماں بیٹی نعمان کی غیر ذمہ داری اور آوارہ گردیوں سے شدید پریشان رہتی ہیں۔ کچھ عرصہ سے گھر کا ایک کمرہ فراز کو کرائے پہ دیا ہوا ہوتا ہے جو شہر میں ملازمت کرتا ہے تاکہ کچھ ذریعہ آمدن ہو سکے۔ فراز عام سی شخصیت اور سنجیدہ مزاج کا انسان ہوتا ہے جوان لوگوں سے اچھے تعلقات استوار کرنے کی غرض سے کبھی کبھار کوئی کھانے پینے کی چیز تحفے کے طور پہ دے جاتا ہے مگر عائشہ کو یہ بات سخت ناپسند ہوتی ہے۔ نومی رات کو دیر تک گھر نہیں آتا جب کہ عائشہ اور فضیلت پریشان ہوتی ہیں۔ فراز نومی کی تلاش میں باہر نکلتا ہے مگر بہت دیر تک اس کی واپسی نہیں ہوتی۔ نومی کو پولیس اس کے دوستوں کے ہمراہ پکڑ کر تھانے میں بند کردیتی ہے۔ اگلے دن فراز، عائشہ کے ساتھ جا کر اسے چھڑوانے کی کوشش کرتا اور ایس ایچ او کو دس ہزار روپے رشوت کے طور پہ پیش کرتا ہے عائشہ اگلے دن فراز کو واپس کردیتی ہے حالانکہ فراز لینے سے انکار کرتا ہے۔ اسی وقت فراز، عائشہ کو شادی کے لیے پرپوز کرتا ہے مگر عائشہ اسے خود کوئی بھی جواب دینے کے بجائے اپنی ماں سے بات کرنے کا کہتی ہے۔ فضیلت باخوشی راضی ہوجاتی ہے اس طرح فراز اور عائشہ کی منگنی کردی جاتی ہے۔ ''آشیانہ'' میں اریبہ کی شادی کا فنکشن شروع ہوچکا ہوتا ہے۔ پورا خاندان جمع ہوتا ہے اور سب ہی خوشگوار موڈ میں فنکشن کو انجوائے کررہے ہوتے ہیں ماسوائے اِذان کے جو بی بی جان سے کیے وعدے کو نبھانے کی خاطر وہاں آتا ہے ورنہ اسے بہن کی شادی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور نہ ہی ماں سے جذباتی وابستگی۔ وہ بس اپنی ذات کی محرومیوں کو گلے سے لگائے اپنی تنہائیوں کے ساتھ زندگی گزار رہا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ شرجیل اور بی بی جان کے سمجھانے کے باوجود شادی کی بات سے کنی ترا کر نکل جاتا ہے۔ دوسری طرف رانیہ اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی ہے مگر اِذان کی طرف سے مستقل نولفٹ سے رانیہ ہار ماننے کو تیار نہیں ہوتی۔ وہ اِذان کے کمرے میں صبح سویرے کافی کا کپ تھامے پہنچ جاتی ہے مگر اِذان تمام رات اذیت میں رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کی طبیعت اور مزاج دونوں خراب ہوجاتے ہیں وہ رانیہ کو بری طرح ڈانٹ کر خود کسی کو بتائے بغیر گھر سے نکل جاتا ہے۔ رانیہ، اِذان کی تذلیل پہ مزید بھڑک اٹھتی ہے اور اس کی ماں کے دل میں جگہ بنا کر اس تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے۔ بچہ ماں سے ضد کرتا ہے کہ وہ صابر کے ساتھ رات کو گھر پہ نہیں رکے گا مگر ماں کو ڈنر میں پہنچنے کی جلدی ہوتی ہے وہ اسے ڈانٹ کر ملازم کے ساتھ کمرے میں بھیج دیتی ہے۔ بچہ سسکیاں بھرتا بہ حالتِ مجبوری وہاں سے چلا جاتا ہے۔ دادی اپنے بیٹے کے بچے کو نظر انداز کرکے تنہا ملازم کے آسرے گھر چھوڑنے پہ اعتراض کرتی ہیں مگر سنبل برا مناتی اور شوہر سے اپنی ذاتیات میں دخل دینے کی شکایت کرتی ہیں۔ شوہر دونوں کو تسلی دیتا ہے اور بیوی کے ساتھ پارٹی میں چلا جاتا ہے۔

﴿اب آگے پڑھیے﴾

❁......○......❁

''فضیلہ جی کیا آپ میرے ایک معصومانہ سوال کا جواب دیں گیں؟'' علی نے ٹانگ پہ ٹانگ جمائے اپنے سامنے والی لان چیئر پہ بیٹھی فضیلہ کی طرف دیکھتے عاجزی سے پوچھا اور جواب نفی میں ملنے کے باوجود بھی گفتگو جاری رکھی۔

''آپ میرے متعلق کیا سوچتی ہیں؟'' فضیلہ کے بیزار دکھائی دیتے چہرے کو نظر انداز کرتے اس نے تجسس سے سوال کیا۔

میں تم اور گرم چائے

سباس گل

''ایک کپ چائے کے لیے کہا تھا ابھی تک نہیں ملا؟'' اسد زچ آ کر بولا تو ان کا چھوٹا بھائی احمد شرارت سے کہنے لگا۔

''کپ گم ہو گیا ہوگا ڈھونڈنے میں وقت تو لگتا ہے ناں بھائی جان۔''

''بکومت' میں چائے کی بات کر رہا ہوں۔'' اسد نے اسے گھورا۔

''میں کون سا پائے کی بات کر رہا ہوں۔'' احمد مسکرایا۔

''لگ تو کچھ ایسا ہی رہا ہے جیسے پائے پک رہے ہوں۔'' اسد نے غصے میں کہا تو کچن سے ثوبیہ کی آواز آئی۔

''بنا رہی ہوں چائے بس ابھی لائی۔''

''آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں کہیں سری لنکا تو نہیں چلی گئیں تم چائے کے باغات سے چائے کی پتی لینے؟'' اسد نے باقاعدہ طنز کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ کے گھر والوں کو چائے ناشتہ دینا سری لنکا پیدل چل کر جانے سے کم نہیں ہے...... لیں چائے۔'' ثوبیہ نے چائے کا کپ اسد کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''میرے گھر والے......؟ تو کیا وہ تمہارے گھر والے نہیں بنے ابھی تک؟'' اسد کو جرح کے لیے موقع ہاتھ آ گیا تھا۔ تیز لہجے میں سوال داغا۔

''میرے گھر والے تو آپ ہیں ناں۔'' ثوبیہ نے میز پر سے اخبار اٹھاتے ہوئے جواب دیا' احمد ثوبیہ کے آتے ہی اٹھ کر جا چکا تھا بھائی کے خراب موڈ کا غصہ بھابی پر نکلتا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

''اور میرے گھر والے میرے بھائی' بہن میری ماں وہ تمہارے کیا ہیں؟'' اسد نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''وہ میرا سسرال ہے گھر والے بن گئے ہوتے تو آپ کو مجھ سے اتنے شکوے گلے نہ ہوتے۔'' ثوبیہ نے تحمل سے جواب دیا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

❁......○......❁

اسد جمال اور ثوبیہ احسان کا تعلق خوش حال گھرانے سے تھا نہ ہی زیادہ امیر اور نہ ہی تنگی کے حالات سے کبھی واسطہ پڑا تھا' اللہ کا دیا سب کچھ تھا ان کے پاس...... دونوں یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتے تھے' محبت ہوگئی پھر شادی بھی بہت آسانی سے ہوگئی کیونکہ اسد کے والد جمال کرمانی اور ثوبیہ کے والد احسان اللہ دونوں آپس میں بہت گہرے دوست تھے' شادی کے پہلے سال ہی اللہ نے ثوبیہ کو جڑواں بچوں سے نوازا تھا ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔

گھر بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی' باہمی صلح مشورے کے بعد بچوں کے نام رکھے گئے' بیٹے کا نام احد جمال کرمانی اور بیٹی کا نام ہانیہ جمال رکھا گیا۔ ثوبیہ کی ساس روبینہ بیگم اور نند ثمینہ نے شروع کے ڈیڑھ سال تو ثوبیہ کے ساتھ مناسب رویہ رکھا مگر پھر ان کے رویے حاکمانہ اور روایتی ساس نندوں والے ہوتے چلے گئے۔ وقت گزرتا رہا ثوبیہ دن رات سسرال والوں کی خدمت میں لگی رہتی' شوہر اور بچوں کی ضروریات کا خیال رکھتی اور پھر بھی کسی کی زبان پر اس کے لیے حرف تشکر نہ ہوتا...... یہ سب چیزیں ثوبیہ کا دل دکھایا کرتی تھیں مگر وہ اپنا فرض اور ذمے داری سمجھ کر کام میں لگی رہتی تھی' اسد سے کبھی شکوہ گلہ

قسط نمبر 20

عشق دی بازی

ریحانہ آفتاب

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

عیشال جہانگیر کراچی جانے سے انکار کردیتی ہے جس پر چودھری حشمت غصہ کا اظہار کرتے ہیں تب ہی چودھری اسفندی جان اور اپنا عمرہ پر جانے کا بتا کر ماحول کی کشیدگی کم کرتے ہیں۔ ثنائیہ چودھری طلحہ کے ساتھ محبت کی جھوٹی داستان گھڑتی شاہ زرشمعون سے طلاق کی بات کرتی ہے شاہ زرشمعون اسے چودھری بخت کی خراب طبیعت کا ذمہ دار ٹھہرتا اسے خودسر کہتا ہے۔ ساتھ ہی اپنی نفرت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ ثنائیہ چودھری تلملاتی ہے اور اسپتال کے لیے اکیلی نکل جاتی ہے۔ عیشال جہانگیر اپنی ماں کی تصویر سے راز و نیاز کرتی ہے یہ تصویر اسے فریال تائی سے ملی تھی۔ اسے کسی بھی صورت حویلی والوں کا فیصلہ منظور نہیں ہوتا۔ انوشا کی شادی میں ماورا بے حد مصروف ہوتی ہے۔ انوشا کو تیار بھی ماورا نے کرنا ہوتا ہے ایسے میں ایشان جاہ کی آمد ماورا کو سلگا دیتی ہے۔ ایشان کو منزہ نے کال کر کے بلایا ہوتا ہے۔ اسے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یحییٰ سرفراز عین وقت پر کوئی تماشا نہ کردے۔ چودھری بخت کو کمرے میں منتقل کردیتے ہیں۔ چودھری حشمت ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے فون کرتے ہیں اور اپنے آنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ چودھری بخت انہیں سہولت سے منع کرتے خود ہمیشہ کے لیے حویلی آنے کی بات کرتے ثنائیہ چودھری کے ساتھ سب کو حیران کردیتے ہیں۔ سبحان آفندی عیشال سے محبت کرتا ہے اور اس بات کا کسی کو علم نہیں ہوتا ہے۔ وہ عیشال کی بچپن کی چیزیں جو اس نے سنبھال کر رکھی تھیں نکال کر دیکھتا ہے۔ ثنائیہ غصہ سے گھر سے نکل جاتی ہے اور راستہ میں طلحہ اسے اپنے آدمیوں کے ساتھ گھیر لیتا ہے۔ عین وقت پر شاہ زرشمعون اپنے آدمیوں کے ساتھ پہنچ کر اسے زخمی کرتا حویلی روانہ کردیتا ہے اور سبحان آفندی کو بھی فون پر اس کا خیال رکھنے کا کہتا ہے۔ انوشا رخصت ہوجاتی ہے منزہ اس کی طرف سے مطمئن ہوتی ہے باہر کے تمام معاملات ایشان جاہ نے سنبھال لیے تھے۔ یحییٰ سرفراز بھی اسے دور سے دیکھ کر خوفزدہ ہو کر چلا گیا تھا۔ چودھری بخت گھر آگئے تھے اور حویلی جانے کی تیاری شروع ہوگئی تھی پر ثنائیہ کسی صورت حویلی جانا نہیں چاہتی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

❁......O......❁

"یہ سب کیا ہے؟ اگر ایسا کچھ تھا تو ہمیں بلانے کی کیا ضرورت تھی بہو؟" آنے والی خاتون بھڑکیں۔ نظریں انوشا پر تھیں جو یاسر اور یسریٰ کی نظروں سے پہلے ہی زرد پڑ گئی تھی۔

"ہمیں نہیں پتا تھا یسریٰ، تمہارا سمدھیانہ ایسا ہے، جہاں گھر بلا کر بے عزت کیا جاتا ہے۔" خاتون اب انوشا کی ساس سے گلہ کررہی تھیں۔

چاند پھول

سمیرا غزل صدیقی

ماہ صیام کی آمد آمد تھی دو سو ساٹھ گز پر محیط اس ڈبل اسٹوری گھر میں ہر سو گہما گہمی تھی‘ کبھی بازاروں کے چکر لگتے تو کبھی سپر اسٹورز کے‘ ایسے میں کسی کو بھی آگ اگلتے سورج اور اس کے قہر کی پروا نا تھی‘ پروا تھی تو صرف اس سچی خوشی کی جو اس ماہ میں سب کو روزہ رکھ کے حاصل ہونے والی تھی۔ عفیرہ بے چاری صبح سے ہی بڑی ممانی کے ساتھ بازارو کے چکر کاٹ کاٹ کے بے حال ہو چکی تھی مگر ممانی جان کی شاپنگ تھی کہ مسئلہ کشمیر کی صورت اختیار کر چکی تھی‘ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ پچھلے ایک ہفتے سے عفیرہ بے چاری ان کے ساتھ گھن چکر بنی ہوئی تھی وہ ایک دن اس بازار کے چکر لگاتیں تو اگلے دن کسی دوسرے بازار کے پھر سارے بازاروں کا معائنہ کرنے کے بعد جہاں انہیں سب سے اچھے اور معیاری ڈیزائن نظر آتے وہ خرید لیتیں لیکن اس بار وہ اپنے مقصد میں شدید ناکام رہی تھیں۔ مجال ہے جو انہیں کہیں بھی کوئی بھی سوٹ پسند آیا ہو۔ یوں بھی انہوں نے کہیں سے سن رکھا تھا کہ بیٹے کی مائیں کبھی بوڑھی نہیں ہوسکتیں سو وہ بھی اس فرضی محاورے کو سر پہ سوار کیے ہمہ وقت فیشن کی دوڑ میں لڑکیوں کو مات دینے کے درپے رہتی تھیں۔

اب بھلا کوئی انہیں یہ بتائے کہ ایک عدد چھبیس سالہ جوان بیٹے کی ماں ہوتے ہوئے انہیں بہولانے کی فکر کرنی چاہیے نہ کہ پالروں اور بازاروں کے چکر کاٹنے چاہیے‘ نانی اماں اپنی بڑی بہو کی حرکتوں سے سخت نالاں رہتی تھیں اور وہ نانی اماں سے نانی اماں کا ہمیشہ سے ہی اصول رہا تھا کہ تمام خریداری رمضان سے پہلے ہی مکمل کرلی جائے اور ماہ رمضان میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کی جائے اب نانی اماں کو کون سمجھاتا کہ عید کے نئے ڈیزائن وغیرہ تو دکانوں میں رمضان میں ہی آتے ہیں یہ بڑی ممانی ان جدید ڈیزائن کے کپڑوں سے قاصر رہتیں اور من ہی من جلتی کڑھتی رہتیں۔ ابھی بھی وہ صبح کی گئی شام کو خالی ہاتھ لوٹیں تو نانی اماں کا پارہ شدید ہائی ہوگیا تھا۔

”بڑی بہو ہوش کے ناخن لو صبح سے بازاروں کی خاک چھان رہی تھیں اور اب تک ایک سوٹ بھی نہیں خریدا۔“ شدید گرمیوں کی شام میں نانی اماں صحن میں پودوں کے پاس بیٹھی پان پر کتھا لگا رہی تھیں‘ عفیرہ وہیں بے حال سی اپنی نانی کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

”آپ کو پتا تو ہے امی کے رمضان سے پہلے نیا مال نہیں آتا مارکیٹوں میں پھر کیا پرانے ڈیزائن و فیشن کے کپڑے خرید لیتیں‘ سچ پوچھیں میں تو خود بے حال ہوگئی ہوں گھوم گھوم کے۔“ وہ بھی اپنا ہینڈ بیگ صحن میں بچھے تخت پر پٹختی وہیں بیٹھ گئیں۔

”رہنے دو نسرین‘ بس میں نے کہہ دیا ہے کہ عفیرہ اب تمہارے ساتھ نہیں جائے گی‘ تمہیں لے جانا ہے تو آئمہ اور نجمہ کو لے جاؤ یا پھر شاہد کے ساتھ جاؤ‘ دیکھو تو میری بچی کا کیا حال ہوگیا ہے ارے منجھلی بہو‘ چھوٹی بہو کوئی شربت پلاؤ بچی کو کہیں لو ہی نہ لگ گئی ہو۔“ نانی اماں کو ہمیشہ سے ہی اپنی اکلوتی نواسی عفیرہ کی بے حد فکر رہتی تھی۔ بن باپ کی بچی جو ٹھہری تھی۔ اس کے والد کی وفات کے بعد سے ہی وہ اپنی بیٹی اور نواسی کو اپنے گھر لے آئی تھیں اور مجال تھی جو کوئی ان کے فیصلے کی مخالفت کرتا اس گھر میں۔

”ہونہہ...... بس امی کو تو بس اس کی فکر ہے‘ ہم تو جیسے انسان ہی نہیں گھر کا بھی سارا کام کریں باہر کا بھی اور فکر بھی محترمہ کی اور اس کی اماں کی جائے۔“ نسرین منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں۔ اتنے میں چھوٹی ممانی عالیہ جھٹ شربت بنا کے لے آئی تھیں‘ سخت گرمی میں ٹھنڈا ٹھار شربت پی کے ان کا

اوڑھ نی چاہت کی رداس

حمیرا علی

"میں کہہ رہا ہوں ممی آئندہ میں بھی تحریم پھوپو کے گھر نہیں جاؤں گا‘ان کی بیٹی انتہائی بد دماغ اور بدلحاظ لڑکی ہے خود کو پتا نہیں کیا سمجھتی ہے‘ایسی لڑکی کی طرف میں کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔" وہ جب سے تحریم پھوپو کے گھر سے آیا تھا اسی طرح کھول رہا تھا۔ جوں جوں وہ بارقہ کا رویہ یاد کرتا اس کا خون شریانوں میں دگنی رفتار سے دوڑنے لگتا......اس کے غصے کا گراف مسلسل بڑھتا جارہا تھا‘ ثمینہ بیگم بیٹے کے بگڑے تیور انتہائی تحمل سے دیکھتیں اپنے غصے کو قابو کیے ہوئے تھیں۔

"دراک......تحمل سے کام لو‘وہ صرف تمہاری پھوپو کا ہی گھر نہیں بلکہ بہن کا سسرال بھی ہے، دوسری بھی اب وہاں رخصت ہوکر جانے والی ہے‘ایسے نازک موقع پہ یوں بھڑک اٹھنا کہاں کی عقل مندی ہے‘ کل نکاح ہے منائم کا‘ کم از کم اس وقت ہم کسی بدمزگی کے متحمل نہیں ہوسکتے۔" ثمینہ بیگم نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

"ہاں تو بہنوں کا سسرال ہے‘ وہ کریں یہ سب برداشت میں دو منٹ میں اس بد دماغ لڑکی کا دماغ ٹھکانے لگا سکتا تھا مگر پھوپو کا سوچ کر خاموش رہ گیا آئندہ اگر اس نے میرے منہ لگنے کی کوشش کی تو میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا۔" وہ مبالغہ آرائی سے کام لے رہا تھا ورنہ خاموش تو وہ قطعاً نہیں رہا تھا‘ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی اسے عادت تھی‘ مقابل پھر اس کی ناپسندیدہ شخصیت......دونوں نے خوب ایک دوسرے کو بے نقط سنائی تھیں مگر تسلی کسی ایک کی بھی نہیں ہوئی تھی۔ ثمینہ بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئیں‘وہ دل کی بھڑاس نکال کر چلا گیا تھا۔ ایسے نازک موقع پہ اس کا طنطنہ ثمینہ بیگم کو تشویش میں مبتلا کر گیا تھا۔

وہ تند خو تھا‘ ذرا ذرا سی بات پہ بھڑک جانا اور اپنی انا کا مسئلہ بنالینا اس کی عادت تھی۔ قصوروار صرف ثمینہ بیگم ہی نہیں بلکہ گھر کے تمام افراد تھے۔ اس کی ہر بات اور بے جا ضد کو ماننا‘ اس کی غلطی کو بھی غلطی نہ کہنا و بے تحاشا محبت‘ اس پہ آزادی اور روپے پیسے کی فراوانی نے دراک مامون کو ضدی وہٹ دھرم اور خود پسند بنادیا تھا۔ اپنے علاوہ اسے کوئی دوسرا نظر ہی نہیں آتا تھا۔ کوئی اسے نظر انداز کرے یہ بات وہ برداشت نہیں کرسکتا تھا اور بارقہ مصعب نہ صرف اسے نظر انداز کرتی بلکہ اس کے رویے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے ناپسند بھی کرتی ہے اور آج تو حد ہوگئی تھی‘ اس بالشت بھر کی عام سی لڑکی نے اس کی بے عزتی کی تھی۔ عام سی لڑکی دراک مامون کی تذلیل کرنے کا حق نہیں رکھتی تھی۔

کمرے میں ادھر ادھر چکراتے ہوئے وہ ایک ہی بات سوچ رہا تھا اور کھول رہا تھا۔ اس نے چند منٹوں میں اپنے کمرے کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ سارا دن اپنی قریبی دوست تنزیلہ کے ساتھ گزار کر رات گئے گھر واپس آیا مگر دماغ تھا کہ اب بھی اس کی باتوں کو یاد کرکے پھٹ رہا تھا۔

❁......○......❁

مصعب فرحان اور تحریم کی چار بچوں میں سے بارقہ کا نمبر تیسرا تھا۔ بھائی زافر اور شہیر چھوٹی بہن راقبہ کے برعکس وہ اپنی دادی رحمت بی بی کے قریب تھی اور انہی کا پرتو تھی۔ نازک طبع‘ کم گو اور کم آمیز مگر بے حد پراعتماد اور مضبوط......تحریم اور مصعب کو وہ اپنی باقی بچوں کی طرح عزیز تھی مگر جب سے اس نے باقاعدہ پردہ کرنا شروع کیا تھا وہ ان لوگوں کے لیے مسئلہ بننے لگی تھی۔ تقریبات میں جانے سے اجتناب برتی اور اگر کہیں بہت اصرار کرنے پہ چلی بھی جاتی تو اپنے پردے کی وجہ سے تحریم اور مصعب کے لیے سبکی کا باعث بن جاتی۔

اس کے وجود کو کسی نامحرم کی نگاہ بھی چھو جائے یہ بات اسے گوارہ نہ تھی‘ لڑکے‘ لڑکیوں کی دوستی ان کا ساتھ گھومنا

گیلی مٹی کا بت

کرن نعمان

آسمان پرنور کے ہالے میں لپٹا سینکڑوں ستاروں کے جھرمٹ میں جگمگاتا چودھویں کا چاند اور زمین پر دو ستارہ آنکھیں لبوں پر شوخ مسکراہٹ لیے محبت کے احساس سے بھرپور اس کا چاند آہستہ آہستہ، دم بہ دم اس کی اُور قدم بڑھاتا اسے چھو لینے کو بے قرار تھا۔ چاندنی میں نہائی ان ساعتوں میں وہ چاہتی تھی' ہاں وہ چاہتی تھی کہ وہ اسے چھولے، امر کردے، اس کے مٹی سے بنے وجود کو سونا کردے۔ اس کی قربت کے بڑھتے احساس کے ساتھ اس کی سانسیں جامد ہوئی جاتی تھیں، جذبات کے دہکتے الاؤ کی لالی چہرے پر سمٹ آئی تھی، حیا سے اس کی پلکیں جھکی جارہی تھیں۔ اس کی خوشبودار قربت کا احساس اس کے حواسوں پر چھاتا چلا جارہا تھا۔ ایک لمحے کی دوری پر تھا اس کا ہاتھ۔ تب ہی بس اس پل ایک چنگھاڑ نما چیختی آواز نے اس کے کانچ جیسے خواب کو چکنا چور کردیا تھا۔ اسے لگا جیسے کوئی نادیدہ ہاتھ اسے جنت کے دروازے سے کھینچ کر جہنم کے دہانے پر لے آیا ہو۔ دھونکنی کی طرح چلتی سانسوں کو سینے پر ہاتھ رکھ کر تھامنے کی کوشش کرتی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کیا اماں تو بھی ناں، کتنا پیارا خواب دیکھ رہی تھی پر تیری ریل کی سیٹی جیسی آواز نے سب برباد کردیا' کبھی پیار سے بھی آواز دے لیا کر۔"

"دو گھنٹے پہلے پیار سے ہی اٹھایا تھا' یہ پیار کی زبان تجھے راس آئے تبھی تو ناں، سورج متھے پر آ گیا پر میری دھی خوابوں کی دنیا سے باہر ہی نہیں آتی۔" اماں نے میلا کچیلا لحاف زور زور سے جھٹک کر طے لگا کر ٹرنک کے اوپر رکھے دوسرے لحافوں پر رکھ دیا۔

"ہائے اماں، تجھے کیا پتا یہ خوابوں کی دنیا اور اس میں بسنے والے لوگ کتنے پیارے ہوتے ہیں۔" اس نے انگڑائی لے کر تنکا اٹھایا اور اینٹوں سے بنے چولہے میں ادھ جلے کوئلوں سے کھیلنا شروع کردیا۔

"ہوش کر سکھاں اب تو بچی نہیں رہی' بیاہنے کی عمر ہوگئی ہے تیری' تیرا ابا گیا ہے آج بھائی کمالے کی طرف۔" اماں کی بات پر سکھاں کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیوں اماں..... کیوں گیا ہے ابا وہاں؟" اس نے سلور کے چھوٹے سے مگے میں پانی لے کر منہ میں بھرلیا اور دروازے کی طرف آ گئی۔

"تیرے بیاہ کی بات کرنے گیا ہے، دو ہفتے پہلے بھائی کمال نے اپنے نادر کے لیے تیرا ہاتھ مانگا تھا۔" چارپائی پر بیٹھی اماں مٹر چھیل رہی تھی۔ کلی کرتی سکھاں کی نظر سامنے کھڑی ٹرین پر گئی۔ اماں کیا بول رہی تھی اب اسے کوئی پروا نہیں تھی۔ اس کی نظریں کھڑکیوں سے جھانکتے، دروازوں میں لٹکے لوگوں میں نجانے کس کا چہرہ کھوج رہی تھیں۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے انجن نے زوردار سیٹی بجائی۔ رینگتے ہوئے پہیوں نے آہستہ آہستہ رفتار پکڑنا شروع کی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے ٹرین کو بھگا لے گئے۔ وہ ٹاٹ کا پردہ چھوڑ کر اندر اماں کے پاس آ بیٹھی اور مٹر چھیلنے لگی۔

لانڈھی سے کچھ آگے جھونپڑیوں کے قریب بیس پچیس گھروں کی اس آبادی میں ایک چھوٹا سا دو چھوٹے کمروں کا یہ گھر بشارت سائیں کی کل کائنات تھا، جس میں وہ اپنی گھر والی، بیٹی سکھاں اور دو چھوٹے بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ خود ایک فیکٹری میں مزدور تھا۔ سکھاں کو اس نے پانچویں تک پڑھایا تھا۔ گورنمنٹ اسکول کی فیس تو کم تھی، پر کاپیوں کتابوں کا خرچا بہت تھا۔

سکھاں سانولے رنگ کی مگر بے حد پرکشش نقوش والی انیس سالہ سادہ سی لڑکی تھی۔ اسکول چھوڑنے کے بعد گھر کے کاموں میں اماں کا ہاتھ بٹانا اور چھوٹے بھائیوں کو سنبھالنا، پڑھانا ہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔ آتی جاتی

تم میرا ای منزل ہو

سمیہ عثمان

"امی......" وہ کمرے سے ان کی تلاش میں نکلی تھی اور اسے پتا تھا کہ امی اس وقت کچن میں رات کے کھانے کی تیاری کررہی ہوں گی' اس لیے تیز تیز سیڑھیاں اترتی انہیں آواز دے رہی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ثوبی، پتا بھی ہے اس وقت تمہارے تایا جی سو رہے ہوتے ہیں مگر مجال ہے جو تمہیں ذرا سا بھی ان کے آرام کا خیال ہو اور ایک وہ ہیں جو دن رات تم لوگوں کے لیے پریشان رہتے ہیں۔" امی سے پہلے کمرے سے تائی امی نکل آئیں اور ہمیشہ کی طرح اب بھی اس کی ذرا سی غلطی پر اسے باتیں سنانے میں دیر نہیں لگائی۔

"ہزار بار تمہیں کہہ چکی ہوں کہ ذرا آہستہ بولا کرو، تمہارے تایا جی دل کے مریض ہیں ان سے یہ اونچی آواز برداشت نہیں ہوتی مگر نا جی تمہیں کیا فکر۔" وہ ہاتھ جھٹک کر بولیں...... "تمہاری اماں کہیں دور نہیں گئی یہیں کچن میں کھڑی ہے مگر تمہیں تو ماں کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھنے کا شوق ہے نہ خود کوئی کام کرتی ہو نہ اسے کرنے دو۔" انہوں نے ہاتھ سے کچن کے دروازے کی طرف اشارہ کیا جہاں امی خاموش کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھیں اور امی کو دیکھ کر جیسے اسے ہمت ملی تھی جب ہی اس کے لب وا ہوئے تھے۔

"وہ تائی امی......"

"بس رہنے دو مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔" وہ ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک گئیں۔ تب ہی اس کی نظر لاؤنج میں بیٹھے احسن پہ گئی جو بظاہر تو ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھ رہا تھا پر تائی امی کی باتیں بھی سن رہا تھا اور اس نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر امی کی طرف دیکھا جو آنکھوں سے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کرتی تائی امی کی طرف متوجہ ہوگئی تھیں۔

"بھابی......رات کے کھانے کے لیے کوفتے تو پکا دیے، اس کے علاوہ اور کیا ہونا چاہیے؟"

"چاول اور روٹی' رائتہ بنانا چاہو تو ٹھیک ہے ورنہ رہنے دینا اور ہاں میٹھا ضرور ہو' تمہیں تو پتا ہی ہے کہ تمہارے بھائی صاحب میٹھا شوق سے کھاتے ہیں۔" وہ کہہ کر کمرے میں چلی گئیں۔ امی نے ایک نظر سیڑھیوں کی سمت دیکھا وہ اب بھی وہیں کھڑی تھی ان کے دیکھنے پر افسوس سے سر جھٹکتی سیڑھیاں پھلانگتی کمرے میں چلی گئی۔

اسے تائی امی کی باتیں اتنی بری نہیں لگتی تھیں جتنا امی کا اس گھر میں کسی ملازمہ کی طرح رہنا برا لگتا تھا۔ تقریباً گھر کا سارا کام ان کے ذمہ تھا اور اب سے نہیں بلکہ ابو کے انتقال کے بعد سے ہی وہ اپنے گھر میں ہوتے ہوئے بھی ملازمہ کی سی زندگی بسر کررہی تھیں' گھر کی صفائی ستھرائی سے لے کر کھانا پکانا اور برتن دھونا تک ان کے ذمہ تھا اور یہ ہی بات اسے غصہ دلاتی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ اس نے کبھی آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ نہیں بٹایا تھا، انہیں کام کرنے سے نہ روکا ہو بلکہ وہ تو ہر طرح سے ان کا خیال رکھنے کی کوشش کرتی تھیں لیکن امی اسے پڑھائی پر توجہ دینے کا کہتیں۔

"یہ کام تو ہوتے رہیں گے تم اپنی پڑھائی مکمل کرلو۔"

"کیا کروں گی پڑھ کر جب آپ کا ہی کوئی کام نہیں کرسکتی۔" وہ ان کی بات پر منہ پھلا کر کہتی تو وہ مسکرا دیتیں۔

"پڑھائی کو بھی میرا ہی کام سمجھ لو' تم پڑھ لکھ جاؤ گی تو مجھے ہی سکون ملے گا۔" ان کی بات مانتے اس نے پھر صرف پڑھائی پر ہی توجہ دینی شروع کردی تھی اور اب

کارآمد

ماہین جاوید

احتشام بھائی...... یعنی ہمارے پیارے' راج دلارے شام بھائی' جنہیں بھائی کہنے کے لیے بھی ہمیں اپنے دل گردوں پھیپھڑوں اور نا جانے کس کس پر منوں وزنی بھاری پتھر رکھنا پڑتا ہے' جنہیں دیکھ کر ہم سچ مچ مسمرائز ہو جایا کرتے ہیں...... وہ جن کی وردی پر لگے تمغے ہمیں اپنے سحر میں جکڑ لیتے ہیں اور جنہیں دیکھ کر ہم ٹھنڈی آہیں بھرنے لگتے ہیں' جن کی مسکراہٹ کے بھئی کیا ہی کہنے اور جن کے آگے بڑے بڑے سورما بھی دم بھرتے ہیں۔

جی ہاں جی...... بالکل وہی ہمارے شام بھائی...... وہ ہماری بلڈنگ میں فورتھ فلور پر رہتے ہیں' پولیس میں ایس پی کے عہدے پر فائز ہیں۔ پوری شان سے چلتے ہیں اور ہم چار لڑکیوں کے یعنی (اقرأ' نمرہ' حریم اور کرن جمیل یعنی مابدولت ہم خود) تو ہمارے دل ان کے قدموں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ پانچویں کی تو بات آپ چھوڑ ہی دیں ہمارے گروپ میں وہ پھاپھا کٹنی ان کی اپنی بہن جو ہماری ایک ایک بات ان کے آگے من وعن رکھ دیتی ہیں اور پھر ہماری بچکانہ باتوں اور حرکتوں پر ان کے قہقہے...... ہاہاہا...... یہ ماہا تو کسی دن میرے ہاتھ سے جائے گی' دوست کے روپ میں دشمن نہ ہو تو۔

وہ ڈیشنگ ہیں اور سچ کہوں تو ان سب سے ہٹ کر میرے دل میں ان کا مقام بہت اونچا واعلیٰ ہے' پھر میرے دل میں ان کے لیے جو محبت ہے وہ بہت پاکیزہ ہے اور ان کے لیے...... ان کے لیے تو ہم سب ماہا جیسی ہی تھیں وہ ہم سے ماہا کی طرح ہی پیش آتے تھے کسی بڑے بھائی کی طرح اور میری محبت ٹھنڈی آہیں بھرتی رہتی اور جلتی پر تیل کا کام کرتے ماہا بی بی کے بے لاگ تبصرے' خیر میرے جلنے کلسنے سے نہ میری عمر بڑھ سکتی تھی نہ ہماری عمروں کا تفاوت کم ہوسکتا تھا...... ہاں شام بھائی کی شادی ضرور ہوگئی۔

ہم نے اپنے ارمانوں پر اشکوں کی چادر چڑھاتے ہوئے اس شادی میں بھی بھرپور حصہ لیا' شام بھائی کے ہونٹوں پر انوکھی سے مسکراہٹ تھی۔ دفعتاً وہ جھکتے ہوئے اپنی دلہن آئمہ کے کان میں کچھ کہہ رہے تھے۔ آئمہ کے چہرے پر الوہی مسکراہٹ پھیلتے میں نے دیکھی تھی اور اس منظر کو اپنی آنکھوں کے کیمرے میں قید کرلیا تھا...... میں ان کی خوشی میں خوش تھی کیونکہ وہ خوش تھے اور اللہ انھیں ہمیشہ شاد وآباد رکھے میرے دل نے پوری شدت سے دعا کی اور ان سب نے 'آمین' کہا تھا۔

اب شام بھائی اپنی بیوی کے ساتھ اکثر دکھائی دیتے' کبھی آؤٹنگ پر جاتے ہوئے مسکرا کر ہمیں بھی دیکھ لیتے اور جواباً ہم بھی مسکرا دیتے ان سب کے جذبات یقیناً لاابالی تھے جو شام بھائی کی شادی کے ساتھ ہی اختتام پزیر ہوگئے تھے پر مجال ہے کہ کوئی اثر 'میری محبت' پر پڑا ہو وہ تو آج بھی روز اول کی طرح روشن تھی روشن اور پرنور...... ہاں فرق پڑا تھا تو صرف یہ کہ اب میں اپنے جذبات کا اظہار ببانگ دہل نہیں کیا کرتی تھی' ان لوگوں کے سامنے بھی نہیں...... یہ میری محبت تھی جو آج بھی میرے

حساس طرب ہے کوئی

نزہت جبین ضیاء

صبح سے موسم بہت خوب صورت ہو رہا تھا۔ کئی دنوں کی گرمی کے بعد فجر کے وقت ہلکی پھلکی بارش شروع ہوگئی تھی' ٹھنڈی ہواؤں اور مسلسل برستی پھوار نے گرمی کی شدت کو کسی حد تک کم کر دیا تھا۔ بارش میں بھیگنے کے بعد ہر شے نکھری نکھری اور صاف ستھری ہوگئی تھی اونچے اونچے نیم کے درخت دھل کر خاصے تروتازہ لگ رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے ابھی بھی درختوں کے پتوں پر ٹھہرے ہوئے بارش کے ننھے منے قطرے وقفے وقفے سے زمین کی گود میں پناہ لے رہے تھے گوکہ اب بارش تھم چکی تھی مگر آسمان پر براجمان، بادلوں کے ٹولے اس بات کا ثبوت تھے کہ کسی وقت بھی دوبارہ بارش شروع ہو سکتی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب انسان کے اندر کا موسم حسین اور دل گداز ہو تو باہر کے تپتے موسم اور جھلستے تھپیڑے بھی بے معنی لگتے ہیں اور جب اندر کے موسم کے ساتھ ساتھ باہر کا موسم بھی حسین، خوب صورت اور دلفریب ہو تو سونے پہ سہاگہ ہو جاتا ہے' آپ ہی آپ مسکرانے کو جی چاہتا ہے' انگ انگ سے خوشیاں پھوٹنے لگتی ہیں' دل جھومنے لگتا ہے، آنکھوں میں خوب صورت سپنے سمانے لگتے ہیں' پلکوں پر آنے والے حسین دنوں کے خواب ٹھہر جاتے ہیں' سب کچھ اچھا، بہت اچھا لگنے لگتا ہے' ہر چیز دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ بھی ہماری خوشی میں مسکرا رہی ہے۔ یہی حال آج کل تمکنت کا تھا' خوشی کے مارے وہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی اور کیوں نہ اڑتی اس کا خواب پورا ہونے جا رہا تھا۔ بقرعید کے بعد اس کا نکاح ہونے والا تھا جس میں اس کی بھی مرضی اور پسند شامل تھی' چند دن کی دوری تھی اور پھر ازلان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا ہونے والا تھا۔ اس کے جملہ حقوق ازلان کے نام ہونے والے تھے۔ ''ازلان وقاص'' جس سے وہ ٹوٹ کر محبت کرتی تھی۔

ازلان بھی تمکنت سے بہت محبت کرتا تھا اور سارے زمانے سے حتیٰ کہ اپنے والدین سے ٹکر لے کر اس سے شادی کر رہا تھا' اپنی بچپن کی منگیتر کو تمکنت کی محبت میں چھوڑ رہا تھا' تمکنت خود کو خوش نصیب تصور کر رہی تھی' اسے ایسے ہی مضبوط اور نڈر نوجوان کی ضرورت تھی جو زمانے سے ٹکر لینے کی طاقت رکھتا ہو، جو دبنگ اور ضد کا پکا ہو' ایسے مرد تو تمکنت کو پسند تھے' کھل کر محبت کرنے والے اور اپنی محبت کا اقرار کرنے والے۔

❁......○......❁

بدرالدین اور صدرالدین دو بھائی تھے اور دونوں نے دو سگی بہنوں سے شادی کی تھی۔ بدرالدین چھوٹے اور صدرالدین بڑے تھے' صدرالدین اور ان کی بیوی رحیمہ بیگم اور ایک بیٹا برہان الدین جب کہ بدرالدین اور شمیمہ بیگم جن کی ایک بیٹی تمکنت جو برہان سے تقریباً پانچ سال چھوٹی تھی' دونوں بھائیوں کے برابر برابر میں گھر تھے' دونوں کی گورنمنٹ جاب تھی' آپس میں اچھے تعلقات تھے' ایک دوسرے سے پیار محبت اور اتفاق سے رہتے تھے' صدرالدین اور رحیمہ بیگم نے بچپن سے ہی تمکنت کو برہان کے لیے مانگ لیا تھا اگرچہ کوئی باقاعدہ بات نہیں ہوئی تھی لیکن اس بات کا علم سب کو ہی تھا برہان اور تمکنت کو بھی تھا۔

تمکنت بچپن سے ہی چلبلی حاضر جواب تھی جب کہ برہان معصوم، سیدھا سادھا اور کم گو تھا۔ آہستگی سے بات کرنے والا، لڑائی جھگڑے سے دور رہنے والا' کبھی کبھی تمکنت کسی بات پر جھگڑا بھی کرتی تو وہ فوراً ہار مان لیتا اور تمکنت سے معافی مانگ لیتا۔ برہان پڑھائی میں اچھا تھا

بزمِ سخن

سمیہ عثمان

گل ناز...... کراچی

کیا ہے خود کو فراموش میں نے تیرے لیے
بہت عام ہے یہ دنیا، بہت ہی خاص ہے تو

سحر تبسم سحری...... محلہ مغل پورہ

بس یہی عادت اس کی اچھی ہے
اداس کر کے کہتا ہے ناراض تو نہیں

کوثر خالد سودا...... جڑانوالہ

چراغ خون سے روشن دیار شام کریں
جگر جلا کے یہاں روشنی کو عام کریں

شگفتہ شفیق...... سرگودھا

ہے یہ بھی سچ کہ تیرے سامنے مجھے برسوں
کوئی رفیق کوئی کام بھی نہ یاد آیا
نہیں جھوٹ یہ بھی کہ کل جو تجھے میں نے دیکھا
تو کتنی دیر تیرا نام بھی نہ یاد آیا

شبنم ندیم...... کراچی

کبھی نظر میں بلا کی شوخی کبھی سراپا حجاب آنکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے حضور آنکھیں جناب آنکھیں
عجب تھا کچھ گفتگو کا عالم سوال آنکھیں جواب آنکھیں
ہزاروں ہی ان سے قتل ہوں گے خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

پروین بانو...... جہلم

روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آ ہی جاتی
منانے والا کاش کوئی ہمیں بھی ملتا

طیبہ نذیر...... شادیوال گجرات

تھا بہت عذاب اور اکیلے ہم شب غم بھی میری طویل تر
رہی زندگی بھی سراب اور رہی آنکھ تر بڑی دیر تک
یہاں ہر طرف ہے عجب سماں کبھی خود پسند، کبھی خود نما
دل بے قرار کو نہ مل سکا کوئی چارہ گر بڑی دیر تک

شائستہ فراز ملک...... گجرات

تو ساتھ تھا تو ہر اک روز، روز عید لگا
ہوا تو آج خفا ہے تو عید کیسے کریں
یہ عید کارڈ، یہ تحفہ تو رسم دنیا ہے
کہ آشیانہ جلا ہے تو عید کیسے کریں

ماہا بشیر حسین...... ڈنگہ

بھرم رکھ لو محبت کا
وفا کی شان بن جاؤ
ہماری جان لے لو یا
ہماری جان بن جاؤ

فریحہ شبیر...... شاہ نکڈر

گوشہ رقیباں میں اکثر
اپنی یہ کار گزاری ہے
جب سنگ زنی تھم جاتی ہے
میں بیٹھ کر پتھر گنتا ہوں

مہرین منظر بھٹی...... جھگیوالہ

بے بیاں زندگی کی حقیقت نہ پوچھیے فراز
کچھ پر خلوص لوگ تھے برباد کر گئے

کلثوم خاور خان...... ڈنگہ

کچھ مسرت مزید ہو جائے
اس بہانے سے عید ہو جائے
عید ملنے جو آپ آجائیں
میری بھی عید، عید ہو جائے

زنیرہ طاہر...... بہاول نگر

اے وقت شاہد رہنا میرے
بدلے ہیں وہ تیرے ہی انداز سے

ثناء فرحان...... ملتان

ہم کسی کو گلے نہ لگا سکے
عید آئی مگر بعید رہی

ماروی یاسمین...... جنوبی سرگودھا

میرے چہرے سے میرا درد نہ پڑھ پاؤ گے

کچن کارنر

زہرہ جبین

افغانی نمکین بوٹی

اجزاء:۔

بکرے کا گوشت (بون لیس)	آدھا کلو
چربی	ایک پاؤ
کٹی کالی مرچ	ایک چائے کا چمچ
لہسن کا پیسٹ	ایک کھانے کا چمچ
پپیتے کا پیسٹ	آدھا کپ
پسی دار چینی	آدھا چائے کا چمچ
تیل	دو کھانے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ

ترکیب:۔

چربی کے کیوبز کاٹ لیں۔ ایک مکسنگ باؤل میں بکرے کے گوشت کی بوٹیاں، چربی، ایک چمچ کٹی کالی مرچ، لہسن کا پیسٹ، پسی دار چینی، نمک اور پپیتے کا پیسٹ مکس کرکے ڈیڑھ سے دو گھنٹوں کے لیے چھوڑ دیں۔ اب چربی اور مٹن کو باربی کیو اسٹکس پر ایک ایک کرکے لگائیں اور کوئلوں پر سینک لیں یا پھر فرائی کرلیں۔ آخر میں سیخوں کے ساتھ سرو کریں۔

مہرین خان...... جھنگ

قیمہ کریلے

اجزاء:۔

قیمہ	آدھا کلو
پیاز	دو عدد
ہری مرچ	چھ عدد
کریلے	ایک کلو
ٹماٹر	تین عدد
لہسن ادرک	دو کھانے کے چمچ
لال مرچ	ایک کھانے کا چمچ
زیرہ پاؤڈر	ایک کھانے کا چمچ
گرم مصالحہ	ایک کھانے کا چمچ

ترکیب:۔

کریلے کاٹ کر بیج نکال دیں پھر گول گول کاٹنے کے بعد فرائی کرلیں۔ یاد رکھیں کہ کریلے چھیلنے نہیں ہیں۔ ایک پیاز کو چوپ کرکے فرائی کرلیں۔ لہسن، ادرک، ٹماٹر، چوپ ہری مرچ، ڈال کر تمام مصالحہ ڈالیں۔ تھوڑا پانی شامل کرکے بھونیں اور قیمہ شامل کرکے اچھی طرح بھونیں۔ اب فرائی کریلے اور ایک پیاز ڈال کر دم دیں۔

ماہین چودھری...... گجرات

لوکی چنے کی دال

اجزاء:۔

لوکی	آدھا کلو
چنے کی دال	ایک کپ
پیاز	دو عدد
ٹماٹر	دو عدد
ہری مرچ	چار عدد
ہرا دھنیا	چوتھائی کپ
نمک	حسب ذائقہ
لال مرچ	ایک کھانے کا چمچ
ہلدی	ایک چائے کا چمچ
زیرہ	ایک چائے کا چمچ
دھنیا	ایک چائے کا چمچ
گرم مصالحہ	ایک کھانے کا چمچ

ترکیب:۔

دال کو اُبال لیں۔ پیاز کو آدھ کپ تیل میں فرائی کریں گولڈن ہونے پر لوکی، ٹماٹر، ہری مرچ، نمک، لال مرچ، ہلدی، زیرہ پاؤڈر، دھنیا پاؤڈر، گرم مصالحہ ڈال کر بھونیں اور دم پر رکھیں تاکہ لوکی گل جائے۔ اب اس میں اُبلی ہوئی دال ڈال کر مکس کریں۔ دھنیا ڈال کر پانچ منٹ دم دیں اور پیش کریں۔

نورین خان...... لانڈھی، کراچی

چکن پشاوری تکہ

اجزاء:۔

مرغی	ڈیڑھ کلو (چکن تکہ اسٹائل میں کٹوالیں)

زینب احمد

غزل

کتنی بدل چکی ہے رت جذبے بھی وہ نہیں رہے
دل یہ تیرے فراق کے صدمے بھی وہ نہیں رہے
محفل شب میں گفتگو ہوئی تو یہ کھلا
باتیں بھی وہ نہیں رہیں لہجے بھی وہ نہیں رہے
حلیے بدل کے رکھ دیے شب فراق نے
آنکھیں بھی وہ نہیں رہیں چہرے بھی وہ نہیں رہے
یہ بھی ہوا کے تیرے بعد شوق سفر نہیں رہا
جن پہ بچھے ہوئے تھے دل رستے بھی وہ نہیں رہے

شاعر: اعتبار ساجد

انتخاب: ارم صابرہ..... تلہ گنگ

نظم

غصے وچ نہ آیا کر
ٹھنڈا کر کے کھایا کر
دن تیرے وی پھر جان گے
ایویں نہ گھبرایا کر
پیار دے ایتے بوٹے را
سارے پنڈ تے سایہ کر
اپنے اندروں جھوٹ مکا
سچ دا ڈھول وجایا کر
روکھی سوکھی کھا کے توں
سجدے وچ لڑ جایا کر
من اندر توں جھاڑ دے
اندر باہر صفایا کر

کلام: بابا بلھے شاہ

انتخاب: ارم کمال

غزل

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی
تمہارے پیامی نے سب راز کھولا
خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی
بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
تری آنکھ مستی میں ہشیار کیا تھی
تامل تو تھا ان کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرز انکار کیا تھی
کھنچے خود بخود جانب طور موسیٰ
کشش تیری اے شوق دیدار کیا تھی
کہیں ذکر رہتا ہے اقبال تیرا
فسوں تھا کوئی تیری گفتار کیا تھا

شاعر: علامہ محمد اقبال

انتخاب: عائشہ شکیل..... گوجرہ

پریت

پریتم ایسی پریت نہ کریو
جیسی کرے کھجور
دھوپ لگے تو سایہ نہ ھی
بھوک لگے، پھل دور
پریت کبیرا! ایسی کریو
جیسی کرے کپاس
جیو تو تن کو ڈھانکے
مرو تو نہ چھوڑے ساتھ
پریت نا کریو پنچھی جیسی
جل سوکھے اڑ جائے
پریت تو کریو مچھلی جیسی
جل سوکھے مر جائے

کلام: بھگت کبیر

انتخاب: ثوبیہ جلال..... آزاد کشمیر

غزل

ترک الفت کا صلہ پا بھی لیا ہے میں نے

ہما ذوالفقار

عیادت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے مگر یہ کہ شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک پھلوں کا باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی عن علیؓ)

عنبر فاطمہ..... کراچی

......☆☆......

نعمت

ترجمہ: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔"

تم لوگ غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی ساری مخلوق کو تمہاری خدمت کرنے اور تمہیں سہولیات بہم پہنچانے پر مامور کر دیا ہے۔ مثلاً سورج کو دیکھو جو تمہارے لیے تمازت اور روشنی مہیا کرتا ہے۔ اسی سے ہواؤں اور بارشوں کا نظام ترتیب پاتا ہے اور زمین پر فصلوں اور پھلوں کی پرورش ممکن ہوتی ہے۔ زمین کو دیکھو جسے اللہ تعالیٰ نے ایک بچھونے کی طرح بچھا کر تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے۔ اور یوں تمہاری تمام ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

ترجمہ: "اور اس نے اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں تم پر مکمل کر دی ہیں۔"

اللہ کی ان نعمتوں سے ہم دن رات مستفیض ہو رہے ہیں، ان میں سے کئی نعمتیں تو ایسی ہیں جنہیں ہم دیکھتے بھی ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں مگر اس کی بے شمار نعمتوں کے بارے میں ہمیں کبھی احساس بھی نہیں ہوا۔ مثلاً ہمارے وجود کے اندر اللہ کی قدرت سے کیسے کیسے نظام خود بخود مصروف عمل ہیں لیکن عام طور پر ہمیں ان کے بارے میں احساس نہیں ہوتا۔

(سورۃ لقمان آیت ۲۰)

اسمائل اجمل خان..... کراچی

دلچسپ معلومات

فجر کی اذان سب سے پہلے انڈونیشیا میں شروع ہوتی ہے اور پھر ملائشیا، ڈھاکا، سری لنکا، انڈیا، پاکستان، افغانستان، مسقط، سعودیہ، کویت دبئی، یمن، عراق، ایران، استنبول، لیبیا، امریکا تک لگاتار نو گھنٹے فجر کی اذان ہوتے ہوئے واپس انڈونیشیا میں پہنچتی ہے جہاں ظہر کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے۔

اس طرح پانچ وقت کی اذان سے پوری زمین پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں ہوتا جب اذان کی آواز نہ آتی ہو۔ (سبحان اللہ)

علشبہ خان..... بھیر کنڈ

ذرا سوچئے

❁ عورت جب اپنی جنت (ماں) کی حفاظت کرتی ہے تو شوہر کی جنت (ماں) کی حفاظت کیوں نہیں کرتی؟

❁ دکھ انسان کو اللہ کے قریب لے جاتے ہیں اس لیے انسان کو ہمیشہ دکھوں پر بھی شکر ادا کرنا چاہیے۔

❁ خوشیوں میں اکثر اپنے رب کو بھول جاتے ہیں اس لیے ہم خوشی کو پوری طرح محسوس ہی نہیں کر پاتے۔

❁ اگر دنیا میں سکون چاہتے ہو تو کسی کو دل کی گہرائیوں سے مت چاہو۔

❁ اگر چاہتے ہو کہ سب تمہاری عزت کریں تو اپنے لہجے میں مٹھاس پیدا کرو۔

عاصمہ بی..... طور جہلم

حاضر جوابی

تیمور کو سکندر اعظم کی طرح دنیا فتح کرنے کا شوق تھا۔

حسنِ خیال

جوہی احمد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ! شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ کراچی میں بھی ذرا سی بارش کے بعد موسم کچھ خوش گوار ہوگیا ہے لیکن ہمارے لیے تو آپ سب کی آمد ہی خوشی کا باعث بنتی ہے۔ کوشش کیا کریں کہ ہر ماہ بھرپور تبصرے کے ساتھ محفل میں حاضر ہوں، اہل وطن کو عیدالاضحیٰ اور جشن آزادی کی مبارک باد اب بڑھتے ہیں آپ کے تبصروں کی جانب۔

عائشہ شکیل...... گوجرہ جوہی اپیا کیا حال ہے؟ امید ہے خوش باش ہوں گی۔ خیر اللہ سب کو خوش رکھے آمین۔ اپیا یہ ہماری آپ کی محفل میں نمبر دو شرکت ہے۔ پہلا خط لگتا ہے ٹرین سے گر گیا۔ چلو کوئی بات نہیں ہمارا دل بہت بڑا ہے (آہم آہم) ایلفی کے بغیر بھی جڑ جاتا ہے۔ (ہاہاہاہا) ویسے تو ٹوٹتا بھی مشکل سے ہی ہے (ہی ہی ہی) سرورق پر نظر ڈالی تو دل لڈیاں ڈالنے کو چاہا بھئی ٹائٹل جو اتنا پیارا تھا (ماہ رخ خان یوآر سو لکی) بھئی ہمارے جیسی ڈیشنگ ہستی آپ کی تعریف کر رہی ہے (ہی ہی ہی ہی) پھر بات چیت میں آپا سعیدہ نثار کی گفت وشنید مہنگائی پر ہی تھی (اف اللہ) ہم نے سوچنا چھوڑ دیا ہے۔ مہنگائی کے بارے میں اور بھی دکھ ہیں زمانے میں مہنگائی کے سوا۔ (ہاہاہاہا) حمد ونعت ہمیشہ کی طرح شاندار ٹھہری۔ آنگن کی چڑیا عروسہ شہوار آپ کو پڑھ کر ایسا لگا جیسے میں فلسفے کی ٹیم کے سنگ ہوں ڈونٹ مائنڈ اچھا لگا۔ عید سروے تبسم بشیر ارے یار ڈوگی نے اتنا تنگ کیا کہ روزہ توڑ دیا۔ (اف اللہ) امیزنگ زیادہ تر روزہ توڑنے والی فرینڈز ہی موجود تھیں، اب ہم سیدھے پہنچے ''عشق دی بازی'' اوہ ہو پلیز شنائیہ چوہدری شاہ جب تمہارا مرڈر کرے گا تب کرے گا لیکن میرے ہاتھ تم بامشکل بچو گی (سچی کہہ رہی ہوں) اے مادرا تو بھی نخرے دکھانا بند کر ورنہ اپنا ایڈریس بتا دے میری جوتی سیدھی آئے گی۔ سمجھی۔ عشق نگر کے مسافر یہ کیا آنچل اور یاور کوز مین کھا گئی یا آسمان نگل گیا بھئی مکمل طور پر نظر انداز، یہ کہانی کافی الجھا رہی ہے خیر آپی ندا آپ زور وشور سے لکھیں ہمارا دماغ ضرور سمجھ جائے گا (اف یہ خوش فہمی) ''دل کو کس کا ملال تھا'' کیا پتا ہمیں تو کسی چیز کا ملال نہیں یہ تو آپی نادیہ کو پتا ہوگا اس کہانی میں مجھے صرف عائشہ کی فیملی کے کردار کی سمجھ آ رہی ہے فی الحال۔ ''اک خواب کی بات'' یہ کیسا خواب کوئی اور خواب نہیں ملا تھا دیکھنے کے لیے ام ایمن ویسے کہانی کافی شاندار رہی (وری گڈ علیزے شیخ) ''تو میرے مقدر کا ستارہ'' آسیہ مظہر چوہدری نے تو کمال کر دیا اب آجاؤ افسانوں کے جہاں میں۔ ''دل مضطرب'' حسن پرست مرد کبھی محبت نہیں کرتے یہ اٹل حقیقت ہے۔ ''وفا کی روشنی'' حمیرا نگاہ حمدہ علی کا کردار بے مثال تھا ''میرے خواب'' یہ اس مرتبہ دو خواب کیوں شامل تھے حقیقت کی دنیا ہی ٹھیک ہے لڑکیوں کو دل پھینک نہیں ہونا چاہیے (صد افسوس) اصلاح اور ادھورا افسانے بھی خوب تھے۔ ''جگنوؤں سے بھرے آنچل'' عالیہ حرا نے کمال کا افسانہ لکھا۔ جگنو کا کردار دیکھ کر بے اختیار جگنو ڈرامہ یاد آ گیا۔ بزم سخن میں شازیہ ہاشم، ارم کمال آنی، انیلا طالب، نایاب زہرہ، شبنم اینڈ حمیرا، پروین افضل، نجم انجم، فریدہ فری، کوثر خالد آنی، عاصمہ بی، فائزہ بھٹی، جویریہ وسی، تبسم بشیر، نبیلہ نور، گلشن چوہدری اور شگفتہ خان کی شاعری زبردست تھی کچن کارنر آنکھیں بند کر کے پڑھا۔ ایسی ریسپیز کہاں بنتی ہیں مصروفیات میں۔ عالم میں انتخاب بھئی سب ہی قدیم شاعر ہمارے پسندیدہ ہیں اس لیے سب ہی کا انتخاب ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ شوخی تحریر میں سب جگمگا رہے تھے پھر پہنچے حسن خیال پر بھئی یہ ہمارا حسن خیال ہی ہے جو ایسا تبصرہ پیش کیا ہے (ہاہاہاہا) دوست کا پیغام آئے کسی فرینڈ نے یاد نہیں کیا۔ آخر میں سب حجاب اور آنچل فرینڈز سے دوستی کی اپیلیکیشن ہے بھئی عین نوازش ہوگی بھی لکھوں کیا؟ میں آپ سب کی منتظر رہوں گی۔ اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر عائشہ خوش آمدید اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔

رابعہ احمد بھٹی اینڈ حبیبہ تحریم...... کوٹشاکر۔ السلام علیکم آل پاکستان اینڈ جوہی احمد، لوجی اسی فیر منہ

دوست کا پیغام آئے

ملیحہ احمد

دل میں رہنے والوں کے نام

السلام علیکم! کیسے ہیں سب امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے اور پیاری جویریہ وسی عالمہ بننے پر بہت بہت مبارکباد اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ آپ کو اس پر عمل کرنے اور دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور جن فرینڈز کی شادی ہوئی ان کو شادی کی ڈھیر ساری مبارکباد۔ اللہ ہنستا مسکراتا رکھے، آمین۔ نورین، فہمیدہ، انعم، زریدہ، زرقا، بینش کیسی ہو تم سب چھٹیاں کیسی گزر رہی ہیں اور اقرا وسیم تمہیں کیوں بھولنا ہے ہم نے بھلا؟ نجمہ نذیر یاد رکھنے کا بہت شکریہ۔ پروین افضل شاہین ہم بھی آپ کو اپنے دل میں قید کرلیں گے پکا پکا۔ تبسم بشیر میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟ ارم کمال، کوثر خالد، ثوبیہ کوثر، فائزہ بھٹی، جیا یاور، فریدہ فری اور تمام پڑھنے والوں کے لیے ڈھیر ساری دعائیں۔ انا احب کہاں غائب ہوگئی ہیں شادی کے بعد، کیا شادی کے ڈائجسٹ سے اس طرح تعلق ختم ہو جاتا ہے کیا میرے ساتھ بھی ایسا ہوگا اللہ نہ کرے ہاہاہا۔ خوش رہیے خوش رکھیے زندگی بہت مختصر ہے اسے نفرتوں کی نذر مت کریں کھل کر مسکرائیں اور مسکرا کر جئیں۔

آؤ کہ اداس زندگی کو مسکرا کے لگائیں گلے
مدیحہ آؤ کہ زندگی کو سکھائیں مسکرانا ہم

مدیحہ نورین مہک...... گجرات

حجاب دوستوں کے نام

حجاب کی تمام دوستوں کو میری طرف سے السلام علیکم، امید ہے کہ آپ سب بخیریت ہوں گی۔ میں اتنا عرصہ غائب رہی اور آپ سب نے مجھے یاد رکھا یہ آپ سب کا حسن نظر ہے۔ میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ میں آپ سب کو پڑھتی رہی ہوں اور جواب بھی دیتی رہی ہوں مگر بدقسمتی سے میری ڈاک ادارے والوں کو نہیں ملتی تھی۔ اب ڈاک کہاں جاتی رہی اللہ ہی جانتا ہے۔ اقراُ ممتاز شکریہ آپ نے ہمیشہ مجھے یاد رکھا جس جس نے دوستی کا کہا تو سب کی دوستی قبول ہے۔ جویریہ وسی عالمہ بننے پر آپ کو مبارک ہو، انعم خضر آپ کو عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی آپ کو بہت مبارک اور میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو بھائی جیسی نعمت سے نوازے۔ آمین۔ آپ محنت جاری رکھو آپ ایک روز بہت اچھی رائٹر بن جاؤ گی۔ سحر تبسم سحری آپ کی شادی پہ آپ کو مبارکباد دیتی ہوں انیلا طالب کتاب کی اشاعت پر آپ کو مبارکباد۔ فائزہ بھٹی آپ کا آرٹیکل بہت زبردست تھا۔ آنٹی کوثر خالد بیٹی کی شادی کی آپ کو مبارکباد۔ لیلیٰ رب نواز وقاص عمر سے آپ کی امی جان کا پتا چلا جان کر بہت افسوس ہوا اللہ ان کی مغفرت فرمائے آمین۔ وقاص عمر بھائی آپ کے بھتیجے کی وفات پر دلی دکھ ہوا اللہ آپ اور آپ کے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ وقاص عمر بھائی آپ کی کتاب ''احساس فطرت'' کب تک پبلش ہوجائے گی ہمیں بہت انتظار ہے۔ حنا ارشد مجھے آپ جیسی لڑکی پہ فخر ہے آپ بہت باہمت انسان ہو وقاص عمر سے آپ کی بہت تعریف سنی ہے۔ ارم کمال، فریدہ فری، گل مینا اینڈ حسینہ آپ سب کہاں غائب ہو۔ آپی نجم انجم اعوان آپی پروین افضل شاہین کیسی ہیں آپ۔ مدیحہ مہک آپ کو منگنی کی مبارک ہو، جویریہ وسی زیادہ بولنے والے باتونی نہیں ذہین انسان ہوتے ہیں اگر انسان کم بولے پھر بھی لوگ باتیں کرتے ہیں۔ مہر نزاہت مہری لگتا ہے آپ وقاص عمر بھائی سے انتقام لے رہی ہیں کسی پر ایسے تنقید نہیں کرتے وہ بھی سر عام، ہوسکتا ہے وہ وقاص عمر بھائی کا انتخاب ہو۔ اللہ آنچل و حجاب کو مزید کامیابیاں دے اب مجھے اجازت دیں زندگی رہی تو پھر حاضر ہوں گی۔ اللہ حافظ۔

اقرا جٹ...... مکھن آباد

سنگت کے نام

السلام علیکم! امید کرتی ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور عید مزے کی گزری ہوگی؟ سب سے پہلے مائی